

بھارتی مسلمان، ہجومی تشدد کی زد میں

غازی سہیل خان[○]

۱۹۴۷ء میں بھارت کی بنیاد سیکولر ازم پر رکھی گئی تھی۔ وہاں مسلمان لگ بھگ ۲۰ کروڑ سے زیادہ آباد اور ان کی آبادی ۱۵ فی صد ہے۔ پاکستان کے حصے میں محض ۲ فی صد غیر مسلم ہیں۔ پاکستان میں ایک دن کے لیے بھی اسلام بحیثیت 'نظام' نافذ نہیں ہو سکا۔ بھارت جو دنیا کی بڑی جمہوریت کا دعوے دار ہے، وہاں ہزاروں بار سیکولر ازم اور جمہوریت کے ٹکڑے کیے جا چکے ہیں۔ سیکولر ازم کو آئینی طور پر تسلیم کرنے کے باوجود ہندستان نے اسے نمائش کے طور پر رکھا ہوا ہے۔ اگرچہ قانونی طور پر ہر چھوٹی بڑی اقلیت کو اپنے مذہب پر قائم رہنے اور اس کی تبلیغ و اشاعت کی آزادی دینے کا وعدہ کیا گیا ہے، تاہم عملاً سب قول اور فعل کا تضاد ہے۔

اگست ۱۹۴۷ء میں کانگریس کی جانب سے بھارت کے پہلے وزیر اعظم جواہر لال نہرو نے بھارتی آئین کو سیکولر ازم کے خلاف میں لپیٹ کر پیش کیا تھا، لیکن موجودہ وزیر اعظم کی قیادت میں بننے والی حکومت نے آئین کو 'ہندوتوا' کی خوف ناک چادر میں لپیٹنے کی کوشش کی ہے۔ جس کی جڑیں اس قدر مضبوط کی جا رہی ہیں کہ اب وہاں کی اقلیتیں خوف کی زندگی جینے پر مجبور ہیں۔ 'ہندوتوا' کا نظریہ موجودہ 'بی جے پی' حکومت کے ایجنڈے میں شامل ہے۔ اس مقصد کے لیے انھوں نے نصف صدی سے زیادہ عرصے تک کام کیا، جس دوران سیکڑوں فسادات رونما ہوئے، اقلیتوں سے وابستہ لوگوں کو جن میں مسلمان بھی ہیں، بے شمار مظالم کا نشانہ بنایا گیا، جس کی ایک تازہ مثال تیریزا انصاری کی دردناک موت بھی ہے۔

○ سری نگر

بھارت میں اقلیتوں سے وابستہ نوجوانوں کو اپنے شکنجے میں لے کر بے رحمی کے ساتھ پیٹنا، مارنا، اپانچ بنا دینا اور جیلوں میں ڈال دینا عام ہوتا جا رہا ہے۔ دراصل بھارت میں منظم طور پر، ایک دردناک 'جھومی قتل' (Mob Killing) کے ذریعے ایک ماحول اس مقولے کے مصداق بنایا جاتا ہے کہ: "مارنے سے پہلے بڑا نام دو"۔ اس طرح نیتے مسلمانوں کو قتل کرنے کا جواز گھڑا جا رہا ہے۔ کسی مخالف کے خلاف کارروائی کرنے کے لیے پہلے گھناؤنے الزامات لگائے جاتے ہیں، جیسے بھارت کے ایک مشہور اسکالر ڈاکٹر ذاکر نائک کے خلاف کیا گیا اور انہیں دہشت گردی کے ساتھ جوڑا گیا۔ اسی طرح تبریز انصاری کو چوری کا الزام لگا کر موت کی وادی میں دھکیلا گیا۔ اخلاق کو یہ کہہ کر ہجوم نے موت کے گھاٹ اتار دیا کہ اس گھر میں گائے کے گوشت کی موجودگی کا شک پایا گیا تھا، جب کہ تحقیق کے بعد یہ معلوم ہوا کہ مقتول کے گھر میں گائے کا کوئی گوشت نہیں تھا۔ اسی طرح پہلو خان کو یکم اپریل ۲۰۱۷ء کو گاؤں کھشہ کے نام پر قتل کر ڈالا گیا۔ ٹرک ڈار نیور زاہد احمد بٹ اور معصوم حافظ جنید کے دردناک قتل کے واقعات بھی اسی ایجنڈے کی توسیع ہے۔

جھاڑکھنڈ میں ۲۲ سالہ تبریز انصاری کو چوری کا الزام لگا کر قتل کیا گیا۔ سوال یہ ہے کہ کیا چوری کی سزا بھارت میں قتل ہے؟ تبریز کو بڑی بے دردی کے ساتھ مار مار کر نیم مردہ حالت میں پولیس کے حوالے کر دیا گیا، جب کہ زر خرید پولیس نے بھی اس نوجوان کو اپنی تحویل میں لینے کے بعد، ہسپتال پہنچانے کے بجائے تھانے کی ایک کال کوٹھری میں ڈال دیا۔ جب اس کی حالت زیادہ بگڑ گئی تو پولیس نے اسے ہسپتال پہنچایا، جہاں ڈاکٹروں نے کسی جانچ پڑتال کے بغیر ہی اسے پولیس کے حوالے کیا، جس کے بعد یہ مظلوم نوجوان پانچ دن تک موت و حیات کی کش مکش میں تڑپ تڑپ کر انتقال کر گیا۔

دی وائر (The Wire) نیوز کے مطابق تبریز کے لواحقین میں مسرور احمد کا کہنا ہے: "جب ہم تبریز کو ملنے تھانے پہنچے تو ہم نے ان کی انتہائی خراب حالت دیکھ کر پولیس افسر نامی پن بہاری سنگھ سے کہا کہ تبریز کو جلد ہی ہسپتال لے جانے کی ضرورت ہے"۔ لیکن پولیس افسر نے غضب ناک ہو کر جواب میں کہا کہ: "یہاں سے بھاگ جاؤ ورنہ تمہارے بھی ہاتھ پاؤں توڑ کر جیل میں ڈال دیں گے"۔

غرض گائے، جے شری رام، وندے ماترم، بھارت ماتا کی جے کے نام پر آج ہندستان میں مسلمان کو قتل کرنا آسان کام ہے، جہاں محض ایک آدھ الزام لگا کر کسی نہتے معصوم کو جہوم کے ذریعے قتل کر دیا جاتا ہے۔ اس جیسے قتل کو اب عام زبان میں Mob Lynching (جہمی تشدد) کہا جاتا ہے۔ اس طرح کی اصطلاحات سے مقتدرہ فسطائی حکمرانوں کو تنقید سے بچنے کا موقع ملتا ہے۔ تجزیہ نگاروں کے مطابق اس کو ماب لیٹنگ (جہمی تشدد) نہیں بلکہ اس کو Mobilize Lynching (متحرک تشدد) اور Political Lynching (سیاسی تشدد) کہا جانا چاہیے۔ کیوں کہ ابھی تک اس طرح کے جہمی قاتلوں کو عبرتناک سزا نہیں ملی ہے۔ اگر کسی کو وقتی طور پر گرفتار کر بھی لیا جاتا ہے تو چند ماہ کے بعد ان کی رہائی کے انتظامات کر کے پھولوں کے ہار پہنا کر ان کا استقبال کیا جاتا ہے۔

بھارتی جہمی قاتلوں کو بچانے کی مثالیں بے شمار ہیں۔ پہلو خان کے چار قاتلوں کو سرکاری نوکریوں سے نوازا گیا، اور پر گیا سنگھ ٹھاکر جیسی مجرمہ اور قاتلہ بلکہ گجرات میں ہزاروں بے گناہ انسانوں کی قاتل، آج مسند اقتدار پر براجمان ہے۔ ان سارے کر بناک مظالم کے خلاف کبھی کبھی بھارت میں مسلمانوں کی کمزوری آوازیں سننے کو ملتی ہیں، لیکن وہ ایوان اقتدار تک نہیں پہنچ پاتیں۔ اگر پہنچ پاتی ہیں تو حاکم وقت گھما پھرا کر الٹا الزام مقتولین پر ہی دھرتے ہیں۔ بھارتی آئین کی دفعہ ۱۹ عوام کو اظہار آزادی رائے کا حق دیتی ہے۔ لیکن اب اس احتجاج کا حق بھی چھینا جا رہا ہے۔ حکومت وقت کے خلاف تنقید کرنا اب ملک دشمنی میں شمار ہوتا ہے۔ اس طرح کے مظلومانہ قتل کے بعد الٹا مقتولین ہی کو گناہ گار کہہ کر دیش ورودھی، انٹی نیشنل اور پاکستانی ایجنٹ کے القابات سے نوازا جاتا ہے۔ *The Milli Gazette* میں شائع شدہ مضمون کے مطابق بہت سے بھگوا دہشت گرد باری مسجد کی شہادت کو غلط نہیں سمجھتے ہیں، بلکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ باری مسجد کو گرانا بھارت میں مساجد گرانے کی شروعات تھی، اصل کام تو اب شروع ہونے والا ہے۔ گویا بھارت میں یہ طبقہ ایک ایجنڈے کے تحت اس طرح کے حالات خراب کر کے ہندو مسلم بھائی چارے کو برباد کرنے پر تلا ہوا ہے۔

ان سارے مظالم کے رد عمل میں بھارت کے مسلمانوں کے ساتھ ساتھ چند سلیم الفطرت غیر مسلموں کی خیف آوازیں بھی اُٹھتی ہیں۔ تیریز انصاری کے دردناک واقعے کے بعد ہندستان میں بہت سارے غیر مسلموں، جن میں صحافی، وکلا اور طلبہ نے بھرپور احتجاج کیا۔ مسلمانوں نے بھی

بھائی چارے، اخوت اور یکتائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہندستان کے مختلف شہروں میں زوردار احتجاج کیے، جن میں خاص طور پر مہاراشٹر کے شہر مالگاؤں کا احتجاج ہے، جس میں مسلمانوں نے ایک لاکھ سے زائد کی تعداد میں جمع ہو کر احتجاج کیا۔ واضح رہے یہ وہی جگہ ہے جہاں انگریزوں نے ۹۷ سال پہلے مجاہدین آزادی کو پھانسی دی تھی۔ آج اسی یادگار جگہ پر مسلمان بڑی تعداد میں تبریز انصاری کے لیے انصاف کی خاطر دُھایاں دیتے نظر آئے۔ بھارتی ہندستان کے زعفرانی میڈیا کو ہزاروں اور لاکھوں کا یہ احتجاج نظر نہ آئے، لیکن دنیا نے یہ دیکھ لیا کہ کس طرح سے جمہوریت کی دعوے داری کرنے والے ملک میں نہتوں کا بے دردانہ طریقے سے قتل کیا جاتا ہے۔

جس ملک میں اس طرح کی پیچیدہ صورت حال ہو تو وہاں مسلمانوں کو فرقہ پرستی، مسلک اور جماعت پرستی سے باہر نکل کر، ایک قوم بنتے ہوئے ان سارے مظالم کا حکمت سے مردانہ وار مقابلہ کرنا ہوگا، اور ان مسلمانوں کو بھی ہوش کے ناخن لینے ہوں گے جو شعوری یا غیر شعوری طور پر ہندوتوا ایجنڈے کے لیے کام کر رہے ہیں۔ وہ اسی دین فطرت کی طرف لوٹیں جو امن، بھائی چارہ، ہمدردی و غم خواری کا درس دیتا ہے۔ نہ صرف مسلمانوں بلکہ بھارت کی تمام اقلیتوں کو اپنے اپنے اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر اپنی صلاحیتوں کو بڑی ہی حکمت اور بہادری سے استعمال میں لاکر اس ظلم کے خلاف بیداری کی مہمات چلانا چاہئیں، تاکہ ہمیں کسی اور تبریز کی مظلومانہ شہادت کو نہ دیکھنا پڑے۔